Fikr-o-Nasar (Islamabad) 36:3-4 (1999)

فکر و نظر ـــــ اسلام آباد   جلد: ۳٦   شمارہ: ۳،۴

برصغیر میں مطالعہ قرآن بحوالہ شیعیت

سیّد حسین عارف نقوی ☆

"ولقد یسّرنا القرآن للذکر فھل من مّدکر" (سورۃ القمر)

اور ہم نے آسان کر دیا قرآن سمجھنے کو پھر ہے کوئی سوچنے والا

اللہ تعالیٰ نے مخاطب انسانوں کو ترغیب دی ہے کہ قرآن فہمی کوئی مشکل کام نہیں ہے۔ کوشش کریں تو یہ جلد اور آسانی سے سمجھ میں آسکتا ہے۔ شرط یہ ہے کہ کوئی اس کے اسرار و معانی پر غور و فکر کرنے کی سعی کرے۔

حقیقتِ قرآن

قرآن کریم اللہ تعالیٰ کا کلام ہے جو انسانوں کی رہنمائی اور ہدایت کے لیے پیغمبر اکرم حضرت محمد ﷺ پر نازل کیا گیا۔ اللہ جل جلالہ نے اپنے مقدس کلام کے بالکل ابتدائی حصہ میں ہی واضح لفظوں میں اعلان فرمایا ہے کہ " ذلك الكتاب لاريب فيه ـهدى للمتقين" اس کتاب میں شک و شبہ کی کوئی گنجائش نہیں ہے، (یہ کتاب بالیقین اور قطعاً منجانب اللہ ہے) اور جو لوگ تقویٰ اختیار کر کے اچھی زندگی گزارنا چاہتے ہوں اور آخرت میں فلاح کی تمنا ہو تو ایسے لوگوں کے لیے فقط یہی " رہنما کتاب" یعنی گائیڈ بک کی حیثیت رکھتی ہے، اسی سے زندگی گزارنے کے اصول و قواعد اور قوانین و ضوابط حاصل کریں، خود رسول اکرم حضرت محمد ﷺ کو مبعوث فرمانے کا اساسی اور اہم مقصد یہی بیان

☆ ممتاز محقق، اسلام آباد

© Dr Muhammad Hamidullah Library, IIU, Islamabad. http://iri.iiu.edu.pk/

کیا گیا ہے کہ یعلّمہم الکتاب والحکمة کہ آپ اپنی امت کو اس رہنما کتاب کی تعلیم دیتے ہیں اور ان میں فکر و دانش اور علم و حکمت کے جوہر کو اجاگر کرتے ہوئے ان کے فکر و عمل کو سنوارتے ہیں۔

تاہم یہ اہم نکتہ بھی یہیں سے سامنے آتا ہے کہ "رہنما کتاب" (گائیڈ بک) سے بھی ہر شخص خود بخود استفادہ کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتا، بلکہ اس کتاب کی تفہیم و تعلیم کے لیے مسلسل اور دائمی طور پر ایک مقدس اور پختہ کار معلم اور استاد کی ضرورت ہے۔ قرآن کریم کی بعض آیات مبارکہ میں اسی مطلب کی طرف اشارہ کر دیا گیا ہے۔ "وما یعلم تاویله الا الله والراسخون فی العلم" (سورہ آل عمران :۷) اور ان کا مطلب کوئی نہیں جانتا سوا اللہ کے اور مضبوط علم والے۔ "یقولون امنا به کل من عند ربّنا وما یذکر الّا اولوالالباب" کہتے ہیں ہم اس پر یقین لائے سب ہمارے رب کی طرف سے اتری ہیں اور سمجھانے سے وہی سمجھتے ہیں جن کو عقل ہے۔(حوالہ مذکور)۔

اگرچہ قرآن کریم آسان اور عام فہم بنایا گیا ہے لیکن فهل من مدکر کے باوجود یہ بھی فرما دیا کہ اسے اہل عقل ہی سمجھ سکتا ہے، یہ بھی معلوم ہے کہ عقل و فہم اور علم و دانش کی صلاحیتیں سب انسانوں میں مساوی نہیں ہوتیں بلکہ متفاوت ہوتی ہیں، چنانچہ اس رہنما کتاب کو صحیح معنوں میں وہی لوگ سمجھ سکتے ہیں جن کو اللہ کی جانب سے علم و دانش کی وافر مقدار عطا ہوئی ہو۔

اسی طرح ایک جگہ ارشاد ہوتا ہے " واذا جاء هم امر من الامن اوالخوف اذا عوابه ولو ردوه الی الرسول والی اولی الامر منهم لعلمه الذین یستنبطونه منهم" جب ان کے پاس کوئی معاملہ امن کا یا خوف کا آجائے تو اسے (عوام میں) پھیلا دیتے، اگر اسے رسولؐ کے پاس لے جاتے یا اپنے حکمرانوں کے پاس لے جاتے تو ان میں سے محققین اس امر کی تحقیق کر کے اسے سمجھ لیتے۔(سورہ نساء آیت نمبر ۸۳)۔

اس آیت میں واضح طور پر ہدایت دے گئی ہے کہ عوام کو چاہیئے کہ وہ اپنے حکمران ایسے لوگوں کو تسلیم کریں جو عقل و فہم اور علم و دانش میں ممتاز حیثیت رکھتے ہوں

اور معاملات کو سمجھنے اور سلجھانے کی پوری صلاحیت رکھتے ہوں اور اسلامی علوم پر کامل دسترس رکھتے ہوں ، ایسے ہی لوگ حق و باطل میں تمیز کر کے عوام کی درست رہنمائی کر سکتے ہیں۔

؎ خفتہ خفتہ را کے کند بیدار

جو شخص خود ہی اسلامی علوم سے نابلد ہو، قرآن سے ناواقف ہو، وہ دوسرے عوام کی کیا رہنمائی کرے گا۔ لیکن افسوس کہ بنی نوع انسان بالعموم اور مسلمان بالخصوص اس بد نصیبی کا شکار رہے ہیں، علامہ اقبالؒ نے کیا خوب فرمایا ہے :

؎ باقی نہ رہی تیری وہ آئینہ ضمیری
اے کشتہ سلطانی و ملائی و پیری

اقبالؒ نے "گریز از طرز جمہوری غلام پختہ کارے شو" فرما کر اسی نکتہ کی طرف اشارہ کیا ہے۔

تعلیم و مطالعہ قرآن کی فضیلت

حضرت رسالت مآب محمد مصطفیٰ ﷺ نے امت کو قرآن سیکھنے کی ترغیب دیتے ہوئے فرمایا " خیر کم من تعلّم القرآن و علّمه " تم میں سے بہترین شخص وہ ہے جو قرآن سیکھے اور دوسروں کو قرآن کی تعلیم دے۔

قرآن کریم کے متعلم اور معلم کو اتنی بڑی فضیلت کیوں عطا کی گئی؟ میرے خیال میں (اور شاید سامعین اس سے اتفاق کریں گے) اس لیے کہ قرآن کریم ھدی للمتقین اور ھدی للناس ہے۔ نوع انسانی کے لیے رہنما کتاب ہے، کرہ ارض پر بہترین و صالح ترین معاشرہ قائم کرنے کے لیے رہنما کتاب ہے۔ اس کتاب میں معاشرے میں وجود رکھنے والے تمام مسائل اور مشکلات کا انتہائی حکیمانہ اور عادلانہ حل پیش کیا گیا ہے۔ اس میں معاشی نظام کا خاکہ بھی ہے اور عدالتی نظام کی تفصیلات بھی۔ اس میں حدود و تعزیرات ہیں تو ساتھ ساتھ محروم وکمزورافراد کے دکھوں کا علاج بھی۔ غرضیکہ معاشرے میں پیدا ہونے والے تمام مسائل کا حل اس میں موجود ہے، لیکن شرط یہ ہے راسخون

فی العلم اور اہل حق اولی الامر کے ہاتھ میں قیادت ہو، تو ایسے کامل افراد معاشرے کو جنت نظیر بنا سکتے ہیں، لیکن ہوا یہ ہے کہ تمام بنو آدم اس اٹل حقیقت کو کیا تسلیم کرتے، اس کے برعکس خود مسلمان بھی اس رہنما کتاب کو اپنی عملی زندگی میں نافذ کرنے میں پوری طرح کامیاب نہ ہو سکے، بلکہ بقول اقبالؒ صرف اسی حد تک قرآن سے تعلق رکھا:

بہ بند صوفی و ملّا اسیری ؎
حیات از حکمت قرآں نگیری
باپاتش ترا کارے جز ایں نیست
کہ از یسین او آسان بمیری

(ارمغان حجاز، عنوان صوفی و ملا)

عوام بے چارے اپنی خواہشات و آرزوں کی تکمیل کی خاطر اور گاہے رہنمائی حاصل کرنے کے لیے علماء و مشائخ کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں لیکن حیات بخش کتاب قرآن کی حقیقی رہنمائی سے محروم رہتے ہیں۔ مسلمانوں کو قرآن کی آیات سے زندگی بھر تو کوئی خاص تعلق نہیں ہوتا، بس حالت نزع میں سورہ یٰسین پڑھتے ہیں تاکہ جان کنی میں آسانی ہو، حالانکہ یہ کتاب مردہ اقوام و افراد کو زندہ کرنے کے لیے نازل ہوئی ہے نہ کہ زندوں پر جلد اور آسانی سے موت طاری کرنے کے لیے، مرتے وقت تو تکلیف سے بچنے کے لیے آیات قرآن کی تلاوت کی جاتی ہے لیکن زندگی میں معاشرے کی تکالیف و مصائب کے ازالے کے لیے قرآن سے استفادہ نہیں کیا جاتا۔

اقبالؒ نے عوام کے بارے میں فرمایا ہے کہ وہ مشائخ و علماء کے غلام ہیں، تو یہ مشائخ و علماء کس کے غلام ہیں؟ اقبالؒ ہی ایک دوسرے مقام پر اس کا جواب فراہم کرتے ہیں۔ چنانچہ ابلیس کی مجلس شوریٰ میں ابلیس کے پیش کردہ ایجنڈے پر بحث کرتے ہوئے ابلیس کے پہلے مشیر نے بقول اقبال اپنی رائے کا اظہار اس طرح سے کیا:

یہ ہماری سعیِ پیہم کی کرامت ہے کہ آج ؎
صوفی و ملا، ملوکیت کے بندے ہیں تمام

جب صورت یہ بنی تو بہترین الہی اصول پر مبنی معاشرہ کیسے قائم ہوتا۔ اس صورت میں تو ابلیسی معاشرہ ہی قائم ہونا تھا، جو قائم ہے اور انسانیت کی تذلیل ہو رہی ہے۔ مسلمان قوم بالخصوص اس سبب سے رسوائی اور ذلت کی آخری حدود کو چھو رہی ہے، بقول اقبالؒ :

وہ زمانے میں معزز تھے مسلماں ہو کر
اور تم خوار ہوئے تارک قرآں ہو کر

مسلمان کب سے تارک قرآن ہوئے اور صلے میں خوار ہوئے؟ اس سوال کا جواب تاریخ اسلامی کا گہرا اور درست خطوط پر مطالعہ سے ہی حاصل ہو سکتا ہے، اس کے علاوہ کوئی اور ذریعہ جواب حاصل کرنے کا نہیں ہے۔

امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا : " ینبغی للمومن ان لایموت حتی یتعلم القرآن او یکون فی تعلیمه " (اصول الکافی، کتاب فضل القرآن)، مومن کو چاہیئے کہ وہ موت سے پہلے پہلے قرآن سیکھ لے یا (سیکھ لیا ہو تو) قرآن کی تعلیم دینے میں مصروف ہو۔

اس حدیث کے مطابق مسلمان کو دو حالتوں میں سے ایک سے خالی نہیں ہونا چاہیئے۔ یا تو قرآن سیکھ رہا ہو یا سکھا رہا ہو، اور موت واقع ہونے تک یہ عمل جاری رہنا چاہیئے اس لیے کہ قرآن کریم کی رہنمائی انسان کی مسلسل ضرورت ہے جو موت تک کسی لمحے ختم نہیں ہوتی، اگر آخری لمحات تک قرآن کو رہنما تسلیم کیا ہو اور اس کی ہدایات (آرڈیننس، قوانین و ضوابط) پر عمل کیا ہو تو اخروی زندگی کے آغاز سے ہی کامیابی نصیب ہوگی، اور انسان جس خوشحال اور بہترین صالح معاشرے کے قیام کے لیے یہاں کوشاں تھا، وہ معاشرے اسے اخروی زندگی کے آغاز میں ہی فی الفور مل جائے گا۔ اقبالؒ نے حدیث کے مطلب کو ان الفاظ میں پیش کیا ہے؟۔

؎ گر تو میخواہی مسلماں زیستن — نیست ممکن جز بقرآں زیستن

یعنی اگر مسلمان کی حیثیت سے زندگی بسر کرنے کا ارادہ ہے تو آغاز سے انجام تک، پیدائش سے موت تک قرآن کی رہنمائی اور ہمراہی میں بسر کرو، بالخصوص آخری لمحات تو انتہائی اہم ہیں اس لیے کہ "انما الاعمال بالخواتیم" اعمال کی قبولیت کا دارومدار انجام پر ہے۔

تراجم و تفاسیر شیعہ برصغیر میں

تفسیر لفظی اور عملی کے بغیر قرآن کریم کے احکام و ہدایات پر عملدرآمد دشوار مرحلہ ہے، اس لیے کہ قرآن کریم نے اکثر احکام، ہدایات، واقعات اور نصائح کے سلسلے میں اختصار اور اجمال سے کام لیا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "وانزلنا الیك الذكر لتبیّن للناس ما نزل الیهم و لعلّهم یتفكّرون۔ اور اتاری ہم نے تجھ پر یہ یادداشت کہ تو کھول دے لوگوں کے سامنے وہ چیز جو اتری ان کے واسطے تاکہ وہ غور کریں (سورہ ۱۶ النحل آیت ۴۴) ترجمہ از شیخ الہند مولانا محمود الحسن دیوبندی۔

اس آیت کے ذیل میں مفسرین نے لکھا ہے کہ تفسیر وہی معتبر ہے جو رسول اکرم ﷺ کے قول و فعل سے اخذ کی گئی ہو، اس لیے کہ آپ اللہ تعالیٰ کی طرف سے قرآن کریم کے مفسر کے منصب پر فائز تھے، دوسرے لفظوں میں اللہ تعالیٰ کے آئین اور قانون کی تشریح کے مجاز آپ ہی تھے۔

اسی طرح لفظی تشریح اور تفسیر کے ساتھ ساتھ عملی تفسیر بھی فقط وہی معتبر ہے جو حضور اکرم ﷺ سے منقول ہو۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: "لقد كان لكم فی رسول الله اسوة حسنة" رسول اللہ ﷺ تمہارے لیے بہترین عملی نمونہ ہیں۔

رسول کریم علیہ الصلوۃ والسلام کے بعد حضرت علی علیہ السلام سیّد المفسرین ہیں۔ حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام اس سلسلے میں خود بھی سب سے زیادہ تفسیر دانی کا دعویٰ کرتے تھے، اور رسول کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم کا یہ فرمان اس کا مؤید ہے: "القرآن مع علی وعلیٌ مع القرآن"۔

پہلی صدی ہجری میں حضرت علی علیہ السلام کے بعد ان کے چچا زاد بھائی اور شاگرد عبداللہ بن عباسؓ کا مقام دیگر تمام مفسرین سے اعلیٰ اور نمایاں ہے، عبداللہ بن عباسؓ کی طرف منسوب ایک تفسیر مطبوعہ صورت میں بھی دستیاب ہے اور اس سے اسلامی دنیا میں استفادہ کیا جا رہا ہے۔

پہلی صدی ہجری کے بعد آنے والے اکثر مفسرین نے عبداللہ بن عباسؓ اور ان کے تلامذہ سے منقول تفسیری روایات و اقوال کو ہی بنیاد بنایا، تاہم سب سے اوّل تفسیر تحریری صورت میں امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام نے مرتب کی، لیکن نامعلوم وجوہ کی بناء پر وہ ناپید ہوگئی، محمد بن سیرین معروف تابعی اسی کے بارے میں فرماتے ہیں: "اگر وہ کتاب لوگوں کے ہاتھ آ جاتی تو ایک بڑا علمی ذخیرہ دستیاب ہوتا"۔ (تاریخ الخلفاء سیوطی)

متقدمین مفسرین میں سے محمد بن مسعود عیاشی سمرقندی کی تفسیر عیاشی، علی بن ابراہیم قمی کی تفسیر قمی، فرات بن ابراہیم کوفی کی تفسیر فرات، محمد بن ابراہیم نعمانی کی تفسیر نعمانی، شیخ الطائفہ محمد بن حسن طوسی صاحب تہذیب الاحکام واستبصار کی تفسیر "البیان فی علوم القرآن" ابوالفتوح رازی کی "روض الجنان"، شیخ ابو علی فضل بن حسن طبرسی کی تفسیر "مجمع البیان" اور موصوف کی "جوامع الجامع" وہ تفاسیر ہیں، جن میں بنیادی طور پر تفسیر بالمنقول کا طریقہ اپنایا گیا ہے، لیکن جوں جوں زمانہ متاخر ہوتا گیا، مباحث تفسیری میں طوالت آتی گئی، اور کئی کئی ضخیم جلدوں میں تفاسیر مرتب ہونے لگیں، اور مرور زمانہ وگردش ایام سے پیدا ہونے والے مسائل بھی زیر بحث آنے لگے۔

جب سے اسلام برصغیر میں داخل ہوا ہے، تب سے ہی قرآن اور اس کی تفسیر کا کام بھی مسلمانوں نے مورد توجہ قرار دیا، اس لیے کہ بہر حال قرآن مسلمانوں کی زندگی کا بنیادی حصہ تھا، جسے کلی طور پر نظرانداز کرنا کسی طرح ممکن نہ تھا۔

برصغیر کے شیعہ علماء و اکابرین نے ترجمہ و تفسیر، لغات القرآن، علوم القرآن، تجویدالقرآن پر عربی، فارسی، اردو، پشتو، سندھی، گجراتی، انگریزی اور دیگر کئی مختلف زبانوں میں سینکڑوں سے متجاوز کتابیں لکھیں۔ جن میں سے بعض اہم یہ ہیں:

اردو

۱۔ قرآن مترجم: سیّد علی بن غفرا نمآب (م۱۲۵۹ھ/۱۸۴۲م)۔ شیعی نقطہ نظر سے یہ پہلا اردو میں ترجمہ قرآن ہے۔ ترجمہ کے ساتھ بطور تفسیر "خلاصۃ المنہج" (فارسی از ملا فتح اللہ کاشانی(م۹۹۷ھ) کا ترجمہ ہے۔ یہ تین حصوں پر مشتمل ہے، ۱۳۱۳ھ میں اعجاز محمدی پریس آگرہ میں چھپا۔ مرحوم سیّد علی، شاہ رفیع الدین (م۱۲۳۳ھ/۱۸۱۸م) اور شاہ عبدالقادر (م۱۲۳۰ھ/۱۸۱۵م) کے ہم عصر تھے۔

۲۔ تفسیر عمدۃ البیان: مولانا سیّد عمار علی سونی پتی (م۱۳۰۴ھ/۱۸۸۶م)۔ پہلی مرتبہ یہ تفسیر ۱۲۸۸ھ میں مطبع پنجابی لاہور میں چھپی، تین حصوں پر مشتمل ہے۔ پندرہ سو سے زیادہ صفحات ہیں اس تفسیر کا زیادہ تر انحصار روایات اہلبیت پر ہے عقائد کو بطور خاص قرآنی آیات سے منطبق کر کے واضح کیا گیا ہے۔

۳۔ ترجمہ و تفسیر قرآن: تاج العلماء مولانا سیّد علی محمد(۱۳۱۲ھ/۱۸۹۴م)۔ دو جلدوں میں ۱۳۰۴ھ میں لکھنو میں چھپی، تاج العلماء رّد عیسائیت میں معروف تھے۔ اس میں یہ پہلو غالب ہے سرسیّد احمد خان کے خیالات کا رّد بھی اس میں موجود ہے۔

۴۔ ترجمہ و تفسیر قرآن شریف: محمد قلی خان (م ۱۳۲۰ھ/۱۹۰۲م)۔ سرسیّد احمد خان نے "مکاتبات الخلان" اور "تحریر فی اصول التفسیر" اور مابعد براہ راست تفسیر مباحث آیات اردو میں لکھنا شروع کی جس سے پورے ملک میں ہیجان پیدا ہوگیا۔ انگریزوں نے اسے خوش آمدید کہا اور مسلمانوں نے بالعموم مسترد کر دیا اسی زمانے میں سیّد جمال الدین افغانی ہندوستان آئے اور انہوں نے سرسیّد احمد خاں کے افکار کے خلاف تحریر و تقریر کے ذریعے مسلمانوں کو ہشیار کیا، یہ تفسیر دراصل سرسیّد احمد خان کے خیالات کا رّد ہے۔

۵۔ ترجمہ و تفسیر القرآن الکریم: حافظ سیّد فرمان علی(م۱۳۳۴ھ/۱۹۱۴م)۔ حافظ صاحب کا زمانہ مناظرے کا زمانہ تھا اس لیے اس میں یہ پہلو غالب ہے، ۹۶۰ صفحات پر مشتمل ہے بیسیوں مرتبہ چھپ چکی ہے۔

۶۔ قرآن مجید مترجم و حاشیہ: مولانا سیّد مقبول احمد (م۱۳۴۰ھ/۱۹۲۱م)۔ ۱۲۱۰ صفحات، ۱۳۳۱ھ اور مابعد بیسیوں مرتبہ شائع ہوئی۔

۷۔ ترجمہ و تفسیر قرآن/ضیاء الاسلام: مولانا سیّد زیرک حسین امروہی (م۱۳۶۵ھ/۱۹۴۶م)۔ تفسیر روایات کے ذریعے ہے مگر بعض مقامات پر آیات قرآنی کے ذیل میں تعویزات کا اندراج بھی کیا گیا ہے۔ ۱۳۳۱ھ کو دلی پرنٹنگ ورکس دلی میں چھپی۔

۸۔ قرآن مجید مترجم مع حاشیہ: شیخ محمد علی (م۱۳۶۷ھ/۱۹۴۷م)۔ دہلی: مطبع اثنا عشری، ۱۳۳۰ھ، ۹۶۸ص

۹۔ انوار القرآن: مولانا سیّد راحت حسین گوپالپوری(م۱۳۷۶ھ/۱۹۵۷م)۔ اس میں لفظی ترجمہ، بامحاورہ ترجمہ، صرفی و نحوی بحث، صوفیانہ تفسیر، تفسیر بطریقہ اہلسنت اور آخر میں شیعی نقطہ نظر سے بحث کی گئی ہے۔ علاوہ ازیں فقہی احکام پر مشتمل آیات کی نہایت اچھے اسلوب سے توضیح و تشریح اور ان کے اہم نکات بیان کیے گئے ہیں۔ یہ تفسیر کئی مجلدات پر مشتمل ہے۔ جلد اوّل ۸۵۶ صفحات، طبع بہار(ہند)، ۱۳۵۷ھ۔

۱۰۔ تفسیر لوامع القرآن: مولانا مرزا احمد علی امرتسری(م۱۳۹۰ھ/۱۹۷۰م)۔ اس تفسیر میں سرسیّد احمد خان(م۱۸۹۸م)، غلام احمد پرویز(م۱۹۸۵م) اور غلام احمد قادیانی(م۱۹۰۸م) کے خیالات کا بطور خاص رد کیا گیا ہے۔

۱۱۔ تفسیر المتقین: مولانا سیّد امداد حسین کاظمی(م۱۳۹۵ھ/۱۹۷۵م)۔ بیسیوں قدیم تفاسیر کو پیش نظر رکھا گیا ہے۔

۱۲۔ فصل الخطاب: علامہ سیّد علی نقی نقوی(م۱۴۰۸ھ/۱۹۸۸م)۔ اس تفسیر سے کافی عرصے پہلے علامہ مرحوم نے "مقدمۃ القرآن" نامی کتاب لکھی تھی جس میں قرآن مجید کے اسرار و رموز کو واضح کیا گیا تھا اور قرآن پاک کی اہمیت و افادیت کو نہایت احسن طریقے سے واضح کیا گیا تھا۔ یہ تفسیر پہلی مرتبہ سری نگر میں چھپی اور مابعد مصباح القرآن ٹرسٹ لاہور نے ۸۳/۱۹۸۲م میں چار جلدوں میں شائع کی۔

۱۳۔ تفسیر القرآن: مولانا سیّد ظفر حسن امروہی(م۱۴۰۹ھ/۱۹۸۸م)۔ چار جلدوں پر مشتمل ہے۔ کراچی سے چند بار شائع ہوئی۔

۱۴۔ تفسیر انوار النجف : مولانا حسین بخش نجفی(م۱۴۱۰ھ / ۱۹۹۰ء)۔ چودہ جلدوں پر مشتمل ہے۔ کئی مرتبہ چھپ چکی ہے زیر نظر اشاعت دریا خان ضلع بھکر کی ہے، پہلا حصہ مقدمہ کے طور پر لکھا گیا ہے، تفسیر کے ساتھ صرفی و نحوی تحلیل بھی کی گئی ہے۔

بعض ان تفاسیر کو جو عربی یا فارسی میں لکھی گئیں تھیں کو اردو کے قالب میں ڈھالا گیا جن میں سے بعض یہ ہیں:

☆ تفسیر امام حسن عسکری (عربی): یہ تفسیر حضرت امام حسن عسکریؑ کی طرف منسوب ہے گو تفسیر کی اندرونی شہادت اس کے خلاف ہے۔

۱۔ آثار حیدری: مولانا سیّد شریف حسین بھریلوی(م۱۳۶۱ھ / ۱۹۴۲ء)۔ لاہور سے کئی مرتبہ چھپ چکی ہے، ۴۰۰ ص

۲۔ ترجمہ تفسیر حیدری: مولانا محمد باقر یزدی۔ تفسیر امام حسن عسکری کا دوسرا ترجمہ۔ بمبئی: مطبع احمدی، ۲۷۵ ص

☆ تفسیر فرات (عربی): شیخ فرات کوفی

۳۔ تفسیر فرات: مولانا ملک محمد شریف ملتانی(م۱۴۰۷ھ / ۱۹۸۷ء)۔ ملتان، ۱۳۹۸ھ، ۴۳۵ ص۔

☆ تفسیر نمونہ (فارسی): گروہ مصنفین، زیر نظر آیۃ اللہ ناصر مکارم شیرازی۔

۴۔ تفسیر نمونہ: مولانا سیّد صفدر حسین نجفی (م۱۴۱۰ھ / ۱۹۸۹ء)۔ انقلاب ایران کے بعد لکھی گئی یہ تفسیر جدید مسائل کا حل واضح طور پر پیش کرتی ہے۔ ۲۷ جلدوں پر مشتمل ہے۔ لاہور: مصباح القرآن ٹرسٹ

☆ تفسیر موضوعی(فارسی): استاذ جعفر سبحانی

۵۔ قرآن کا دائمی منشور: مولانا سیّد صفدر حسین نجفی (م۱۹۸۹ء)۔ موضوع وار آیات قرآنی کی تفسیر، لاہور: مصباح القرآن ٹرسٹ

☆ پیام قرآن (فارسی): گروہ مصنفین

۶۔ پیام قرآن: مولانا سیّد صفدر حسین نجفی (م۱۴۱۰ھ / ۱۹۸۹ء)۔ یہ تفسیر، تفسیر موضوعی ہے، لاہور: مصباح القرآن ٹرسٹ، تین جلدوں پر مشتمل ہے۔

فارسی

۱۔ لوامع التنزیل: علامہ سیّد ابوالقاسم حائری(م۱۳۲۴ھ/۱۹۰۶م) و علامہ سیّد علی الحائری(م۱۳۴۰ھ/۱۹۴۱م)۔

بارہویں پارے تک کی تفسیر علامہ سیّد ابوالقاسم حائری نے، تیرہویں پارے سے ستائیسویں پارے تک ان کے صاحبزادے علامہ سیّد علی الحائری نے لکھی۔ کل ۲۷ جلدیں ہیں جن میں سے ۲۰ جلدیں چھپی ہیں۔ اس تفسیر میں فلسفیانہ انداز میں بحث کی گئی ہے، اس کا اسلوب بیان یہ ہے کہ سب سے پہلے مختلف مسالک کے اقوال مع ان کے دلائل کے نقل کیے گئے ہیں اور اس کے بعد اپنے نظریے کو متعدد دلائل سے پیش کیا گیا ہے یہ دور مناظرے کا دور تھا اس لیے مناظرانہ پہلو غالب ہے۔

عربی

۱۔ ینابیع الابرار (دو جلدیں): مولانا سیّد محمد تقی (م۱۲۹۸ھ/۱۸۸۱م)
۲۔ ینابیع الابرار (تیسری جلد): مولانا سیّد محمد ابراہیم (م۱۳۰۷ھ/۱۸۹۰م)
۳۔ احسن القصص: تاج العلماء مولانا سیّد علی محمد(م۱۳۱۲ھ/۱۸۹۴م)
اس تفسیر میں خاص طور پر یہود و نصاریٰ کے مصادر سے ان کے مسائل پر بحث کی گئی ہے۔ عظیم آباد، ۱۳۰۵ھ، ۸۱۲ص

انگریزی

۱۔ ترجمہ قرآن: سیّد حسین بلگرامی(م۱۳۴۴ھ/۱۹۲۵م)۔ ۱۹۳۰م کو چھپا

۲۔ ترجمہ و حواشی قرآن: بادشاہ حسین (م۱۳۵۶ھ/۱۹۳۷م)۔ لکھنو: مدرسۃ الواعظین، ۱۳۵۰ھ

۳۔ ترجمہ و حواشی قرآن: پروفیسر میر احمد علی وفا خانی (م۱۳۹۶ھ/۱۹۷۶م)۔ و حجۃ الاسلام مرزا مہدی پویا(م۱۳۹۳ھ/۱۹۷۳م)۔

۴۔ ترجمہ قرآن: ایم ایچ شاکر ۔ قم : انصاریان پبلی کیشنز، ۴۳۴ ۶ص، اس کا پہلا ایڈیشن پاکستان میں چھپا تھا۔

۵۔ ترجمہ المیزان: مولانا سیّد سعید اختر رضوی(م۱۹۸۳ م)۔ آیۃ اللہ سیّد محمد حسین طباطبائی(م۱۴۰۰ھ) کی تفسیر "المیزان"(عربی) سے ترجمہ صرف پانچ جلدیں ایران سے چھپی ہیں۔

سندھی

۱۔ ترجمہ قرآن: میر گل حسن خان تالپور ۔ میر پور بھٹورو ضلع ٹھٹھہ، ۱۹۱۱ م

۲۔ ضیاء الایمان تفسیر القرآن: محمد خان لغاری ۔ دو جلدوں میں مکمل ہے جو شائع ہو چکی ہیں ۔

۳۔ ترجمہ و حواشی قرآن: قاری امان اللہ ۔ مولانا سیّد فرمان علی (م۱۳۳۴ھ /۱۹۱۶م) کے ترجمہ و حواشی کا ترجمہ

پشتو

۱۔ ترجمہ قرآن(منظوم)مولانا سیّد جعفر حسین آفر استرزئی پلیان پشاور

گجراتی

۱۔ ترجمہ و تفسیر قرآن: حاجی غلام علی کاٹھیاواڑی ۔ یہ ترجمہ و تفسیر کئی مرتبہ چھپی ہے ۔

بلتی

۱۔ ترجمہ قرآن : مولانا محمد یوسف حسین آبادی۔ بلتی زبان میں کیا گیا ۔ پہلا ترجمہ جس سے بلتستان، کرگل اور لداخ کے مسلمانوں کو فائدہ ہوگا۔ سکردو، بلتستان بک ڈپو، ۱۹۹۵م، ۱۲۰۸ص ۔